22

گورنمنٹ کی ہر قسم کی مدد کرو

(فرمودہ ۱۴ / جولائی ۱۹۱۶ء)

تشہّد وتعوّذ وسورۂ فاتحہ اور مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۔ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ○ (النحل ۹۱):

مَیں نیت تو یہ کر کے چلا تھا کہ چونکہ رمضان کا مہینہ ہے اس لئے جس طرح پہلے مَیں نے یہ بیان کیا تھا کہ دعاؤں کے قبول ہونے کے ایسے اوقات مقرر ہیں کہ ان میں کی ہوئی دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک وقت رمضان کا مہینہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی آپ لوگوں کے سامنے بیان کروں کہ دعا کون سے رنگ اور کن حالتوں میں کرنے سے زیادہ قبول ہوتی ہے اور اگر اعلیٰ اور عمدہ وقت میں کی جائے گی تو سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ وقت ہی قبولیت دعا کا ہوتا ہے دوسرے عمدگی سے دعا کی جاتی ہے لیکن رستہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک اور خیال ڈال دیا ہے۔ اس لئے اس وقت اسی کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں اور پہلی بات کو کسی اور توفیق کے موقعہ پر چھوڑتا ہوں۔

اس وقت جو مَیں نے آیت پڑھی ہے اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک خاص بات کی طرف متوجہ کیا ہے۔ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ط اللہ عدل۔ احسان اور ایتائ ذی القربیٰ کی تاکید کرتا اور حکم دیتا ہے اور فحشاء منکر اور بغی سے روکتا ہے۔

اس زمانہ میں مَیں نے دیکھا ہے۔ بغاوت کا مادہ عجیب عجیب رنگ میں پھیلایا جاتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ بعض لوگ اس کو مفید اور کارِثواب سمجھنے لگ جاتے ہیں اور ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ لوگ بغاوت کے لفظ تک کو حقارت سے دیکھتے تھے اور بڑے بڑے دکھ اور تکلیفیں اٹھاتے تھے مگر وفاداری کو نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر آجکل بغاوت کے مفہوم کی کچھ ایسی تعریف بدلی ہے کہ بعض نادان اسے اعلیٰ درجہ کا کام سمجھنے لگ گئے ہیں اور اس کا نام خدمت ملکی اور قومی جوش رکھ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو اپنی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اس طرح انہوں نے بغاوت کو نہ صرف جائز قرار دے لیا ہے بلکہ بہت مفید اور کارِثواب سمجھ رکھا ہے اور اس طرح بہت لوگ دھوکہ میں آکر وہ کام کرگزرتے ہیں جو انہیں نہیں کرنے چاہئیں۔ لیکن مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ[1]۔ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی نہیں ادا کر سکتا۔ کیونکہ انسان کے انسان پر بہت تھوڑے احسان ہوتے ہیں جب وہ ان کو ہی نہیں ادا کرسکتا تو خدا تعالیٰ کے احسان جو ادا ہی نہیں ہوسکتے ان کے ادا کرنے کا تو وہ خیال بھی نہیں کرے گا۔ پس جو شخص انسانوں کی بغاوت کرتا ہے ضرور ہے کہ وہ خدا کا بھی باغی ہو اور یہ لازمًا ہے کہ وہ انسان جو اپنے محسن اور آقا کی بغاوت کرتا ہے کبھی خدا کی اطاعت نہیں کرسکتا صوفیا تو اطاعت کے معاملہ میں بہت ہی بڑھ گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رنگ میں عجیب عجیب طرز پر مسائل لکھے ہیں۔ احسان کی قدر کرنے اور اپنے محسن کے شکرگزار ہونے کے متعلق یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں ماں باپ کی بغاوت اور نافرمانی کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ بوجہ اس کے کہ اس نے خدا کے لئے ماں باپ کی نافرمانی کی بخشا جائے گا۔ مگر چونکہ اس نے ماں باپ کی نافرمانی کی ہوگی۔ جو اس کے کسی گناہ ہی کا موجب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی گناہ نہ ہوتا تو اسے ایسا موقع ہی پیش نہ آتا کہ اسے نافرمانی کرنی پڑتی۔ اس لئے

[1] مجمع بحار الانوار جلد ۲ باب السّین۔

وہ اس وقت تک بہشت میں نہیں جائے گا جب تک خدا تعالیٰ اسے نہیں کہے گا کہ چونکہ تم نے میرے لئے ماں باپ کی نافرمانی کی تھی اس لئے مَیں ہی تمہیں بخشتا ہوں۔ خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے مگر اس میں اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی اعلیٰ درجہ کی مثال ہے۔ باوجود اس کے کہ اطاعت اور فرمانبرداری ایسی ضروری ہے پھر بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس سے روگردانی کر بیٹھتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں کچھ خوش کن خیالات پیدا کر لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری کوششوں سے یہ ہو جائے گا۔ یا وہ ہو جائیگا۔ لیکن ان کے یہ خیالات شیخ چلّی کے منصوبہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ کہ شیخ چلّی نے کہا کہ مجھے یہ جو مزدوری ملے گی اس کے انڈے خرید لوں گا۔ ان کو فروخت کر کے مرغی پھر بکری۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ وغیرہ خریدتا جاؤں گا۔ اور اس طرح تجارت کرتے کرتے جب بہت بڑا مالدار ہو جاؤں گا تو بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لوں گا۔ پھر بچے پَیدا ہوں گے۔ وہ جب میرے پاس کچھ مانگنے آیا کریں گے تو میں یوں لات ماروں گا۔ جب اس نے لات ماری تو وہ گھی کا مٹکہ جس کے اٹھانے کے عوض میں اسے مزدوری ملنی تھی زمین پر گر کر ٹوٹ گیا مالک مٹکہ نے اسے گردن سے پکڑ کر خوب مرمّت کی۔ تب اسے ہوش آیا۔ تو اس قسم کے خیالات محض اوہام ہوتے ہیں کبھی ان سے نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ کبھی خفیہ سازشیں اور منصوبے کرنے والے بادشاہ نہیں ہوئے اور کبھی ان کی شرارتوں سے حکومتیں نہیں گر جاتیں۔ اگر کوئی حکومت گرتی ہے تو اس کے اور ہی اسباب ہوتے ہیں۔ آج تک تاریخ میں سے اس قسم کا ایک نمونہ بھی نہیں مل سکتا کہ کسی زمانہ میں خفیہ سازشیں کرنے والوں نے حکومت کے تغیّر سے فائدہ اٹھایا ہو۔ بلکہ ایسا ہی ہؤا ہے کہ آنے والوں نے آکر سب سے پہلے کام ہی یہی کیا ہے کہ ان کو نیست و نابود کیا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب انہوں نے اس سلطنت سے بغاوت کی جس کے ان پر بہت سے احسان تھے تو ہم سے کیوں نہ کریں گے۔ جس کے ابھی یہ رہینِ منّت نہیں ہیں۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ ناکام اور نامراد ہی رہتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی کچھ لوگ ہیں جو خفیہ تدبیریں کرتے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ ان کا بھی وہی انجام ہوگا۔ جو ان سے پہلوں کا ہؤا۔

ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اس طرف

متوجہ کیا ہے کہ وہ ہر وقت گورنمنٹ کی وفادار اور مددگار رہے۔ اور بتایا ہے کہ وہ وقت آتا ہے جبکہ شورشیں ہوں گی اور صرف ہماری ہی جماعت گورنمنٹ کی اعلیٰ درجہ کی وفادار ثابت ہوگی۔ ہمیں اس معاملہ میں گورنمنٹ سے ہمدردی ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش شورش پھیلانا چاہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہمارا ایمان بھی تازہ ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بات جو آپ نے بہت پہلے بتائی تھی پوری ہو رہی ہے۔ مگر اس موقع پر آپ نے ہماری جماعت کا یہ فرض رکھا ہے کہ ہم ہر طرح سے گورنمنٹ کی مدد اور تائید کریں۔ پھر آپ نے سورۃ النّاس کی تفسیر لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کرنا ہمارا فرض ہے آج کل يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ہو رہا ہے۔ پس یہ وہ وقت ہے جبکہ ہم نے اس بات کا ثبوت دینا ہے کہ ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ اپنی جماعت کے متعلق کہا تھا وہ سب سچ ہے۔

۱۹۰۷ء میں جب فساد ہوا تھا اور ہندو مسلمانوں نے اپنا اتفاق ظاہر کرنے کے لئے چاندی کے برتنوں میں اکٹھا پانی پیا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کہا تھا کہ گورنمنٹ کو اپنی خدمات پیش کرو۔ کہو کہ جو خدمت ہم سے چاہیئے ہم وہ دینے کو تیار ہیں۔ اس وقت بھی جبکہ گورنمنٹ ایک عظیم الشان جنگ میں مشغول ہے کچھ شریر لوگ اس قسم کے منصوبے کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی توجہ بٹ جائے۔ اس لئے ہماری جماعت سے جہاں تک اور جس طرح ہو سکے گورنمنٹ کی مدد کرے تا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی تمام و کمال پوری ہو جائے۔ اس کا ایک حصّہ تو پورا ہو چکا ہے اور دوسرا حصّہ ہمارے ساتھ تعلّق رکھتا ہے اس لئے وہ ہمارے ذریعہ پورا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا انسانوں سے تعلق رکھتا ہے تا کہ وہ اسے پورا کر کے انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ ہمارے گھر میں طاعون نہیں پڑے گی۔[1] لیکن باوجود اس کے آپ صفائی وغیرہ کی بڑی احتیاط کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ حصہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کا پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا ایک حصّہ

[1] تذکرہ ص ۴۲۵۔

ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے اور دوسرا دشمنوں کے ہاتھ۔ انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی قدر نہ کی۔ اور شرارتیں شروع کر دیں۔ اب دوسرا حصہ پورا ہونا ہے جو حضرت مسیح موعود کے مریدوں سے متعلق ہے۔ پس جب آپ کے دشمنوں نے پیشگوئی کا وہ حصہّ جو ان سے تعلق رکھتا ہے پورا کر دیا ہے تو کیسا نادان اور بدقسمت ہے وہ دوست جس کے ہاتھ سے اس کا متعلقہ حصہ پورا نہ ہو۔ پس مَیں خاص طور پر اپنی جماعت کو متوجہ کرتا ہوں کہ اس وقت گورنمنٹ کی خاص طور پر مدد کرنی چاہیئے۔ یہ نادان لوگوں کے غلط اور بیہُودہ خیال ہیں کہ وہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچا سکیں گے جو کوئی اس سلطنت کا مقابلہ کرے گا۔ وہ خود رسوا اور ذلیل ہوگا۔ یہ گورنمنٹ خدا کی طرف سے یہاں آئی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اس میں پَیدا ہوئے ہیں۔ تا اس کے ذریعہ اسلام کی اشاعت اور ترقی ہو۔ پس اب اسلام کی اشاعت اسی سلطنت کے ذریعہ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ یہ قوم گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو رہی ہے۔ اور دوسروں کو کر رہی ہے۔[1]

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کو مدِّ نظر رکھے۔ اور جہاں کسی کے دل میں کوئی فاسد خیال دیکھے۔ فوراً نکالنے کی کوشش کرے۔ اور جس طرح بھی ہو سکے گورنمنٹ کی مدد کرے کیونکہ ایسا کرنا نہ صرف گورنمنٹ کی مدد کرنے کے فرض کو ادا کرنا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو بھی پورا کرنا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے احکام کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور ہماری گورنمنٹ جس طرح امن پھیلانے کا کام کر رہی ہے اسی طرح دین اسلام پھیلانے میں بھی ہمارے کام آئے۔ اور جس طرح دنیاوی لحاظ سے ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہے دینی لحاظ سے بھی تعلق رکھے۔ آمین۔

(الفضل ۲۲ ؍جولائی ۱۹۱۶ء)

---

[1] تذکرہ ص ۴۱۰۔